دم مست قلندر

دوسری بات: حضرت مہدی کون ہوں گے؟

حضرت مہدی کون ہوں گے؟ یہ سوال جتنا اہم ہے اتنا ہی اہم یہ ہے کہ ان کے ساتھ چلنے والے کون ہوں گے؟ امیر کی پہچان جتنا لازمی ہے اتنا ہی لازمی یہ بھی ہے کہ اس کے ماموراور اس کے گرد موجود جماعت کی پہچان ہوتا کہ حضرت مہدی کو کوئی پا سکے یا نہ پا سکے، ان صفات کو تو پا جائے جو موت سے قبل موت کی تیاری میں کام آسکتی ہیں۔

قارئین محترم! احادیث میں دو اشارے ایسے ملتے ہیں جن سے آخری زمانے کے کامیاب قائد اور اس کے خوش نصیب کارکن دونوں کی کسی قدر پہچان ہو جاتی ہے اور آدمی کو حق وباطل میں فرق کرنے، حق کے لیے قربانی دینے اور باطل کے خلاف ڈٹ جانے کا حوصلہ مل جاتا ہے۔ یہ دونوں احادیث بندہ کے سامنے عربی میں باحوالہ موجود ہیں۔ حوالہ مسلم شریف اور مشکوۃ شریف کا ہے۔ لیکن اگر ہم عربی عبارت کی طرف گئے تو یہ تحقیقی مضمون بن جائے گا جبکہ بندہ تحقیق کا اہل نہیں۔ تحقیق کے لیے ہمیشہ اپنے اکابر کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اللہ پاک نے ہمارے اکابر علمائے دیوبند کو جس علم اور تقوی سے نوازا، وہ راسخ ہے اور جو فہم وبصیرت عطا کی، وہ کامل ہے ہماری خوش نصیبی یہ ہے کہ ان سے پوچھ پوچھ کر چلتے رہیں اور ان کی تقلید میں احتیاط اور نجات کو مضمر سمجھیں۔ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثانی صاحب دامت برکاتہم نے اپنے والد حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی لکھی ہوئی جس معرکۃ آلارا کتاب کی تحقیق وتلخیص کی ہے اور اس کے آخر میں ''فہرست علامات قیامت'' کے عنوان کے تحت تیسری علامت یوں تحریر ہے: ''نزول عیسیٰ تک اس اُمت میں ایک جماعت حق کے لیے برسر پیکار رہے گی جو اپنے مخالفین کی پروانہ کرے گی۔ اس جماعت کے آخری امیر امام مہدی ہوں گے۔'' (ص:142) اس میں آخری جملہ (اس جماعت کے آخری امیر امام مہدی ہوں گے) بہت اہم ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے حضرت مہدی نہ کسی غیر جہادی جماعت کے امیر ہوں گے نہ کسی اور قسم کے فکری یا تنظیمی گروہ کے، وہ جہادی جماعتوں کے آخری امیر ہوں گے۔ اہلِ حق کی تمام جہادی جماعتیں اور ان کے ذمہ دار اپنی اپنی جماعتوں کو ان کے ہاتھ میں دے کر ان کے ساتھ ضم ہو جائیں گے اور دنیا بھر میں الگ الگ جو کوششیں ہو رہی ہیں، وہ حضرت مہدی کے جھنڈے تلے جب اکٹھی ہوں گی تو مجاہدین کی بے مثال قربانیاں اور حضرت مہدی کی ذہین اور جرات مند قیادت مل کر مسلمانوں کو وہ گمشدہ چابی واپس دلوادے گی جو عرصہ ہوا گم ہوگئی ہے اور فتح ونصرت اور ترقی وکامیابی کی گاڑی کے چاروں ٹائر (علم، تقوی، دعوت، جہاد) موجود ہونے کے باوجود چل کے نہیں دے رہی۔

اب مامورین اور کارکنوں کی پہچان کی طرف آیئے۔ مسئلہ ہی بالکل صاف ہو جائے گا۔ دنیا میں اس وقت مسلمانوں کے تین مخالفین ہیں: یہود وہنود (مشرکین)، عیسائی۔ حضرت مہدی کی جنگ عیسائیوں (یورپی یونین) سے ہوگی۔ ہندوؤں اور ارتدادی فکر کے شکار نام نہاد مسلم حکمرانوں کو حضرت مہدی کی طرف سے ہندوستان کے لیے تشکیل کردہ جانباز شکست دے کر اور بیڑیاں لگوا کر گرفتار کر کے لائیں گے۔ یہود اور ان کے سربراہ الدجال الاعظم کے خاتمے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ اس کی ایک حکمت تو یہ ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بے تحاشا ستایا۔ جان لینے کی کوشش کی۔

دم مست قلندر

آپ کے حواریوں نے آپ کے گرد جانیں دے کر آپ کی حفاظت نہ کی۔ انہی یہود نے مشرکین کے ساتھ مل کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بہت ستایا۔ جان لینے کے درپے ہوگئے۔ آپ کے صحابہ نے آپ کے گرد اپنے جسموں کی دیوار کھڑی کردی۔ مہاجر صحابہ تو نکلے ہی کشتیاں جلا کر تھے لیکن انصار کا حال بھی یہ تھا کہ جب تک ایک بھی زندہ تھا، ممکن نہ تھا کہ اس پر سے گزرے بغیر کوئی آپ تک پہنچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ اس وفا اور فدائیت پر امت محمدیہ کو یہ انعام دیں گے کہ جس طرح اس امت کے شروع کے لوگوں نے اپنے پیغمبر کے ساتھ مل کر ''یہودِ مدینہ'' کے خاتمے کا کارنامہ انجام دیا، اسی طرح اس اُمت کے آخری لوگ ''یہودِ عالم'' کے کلی خاتمے کے لیے بھی دوبارہ بحیثیت امتی آئے ہوئے پچھلے پیغمبر سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھی بن کر سابقین کی یاد تازہ کریں گے۔

دوسری وجہ یہ کہ دجال کو غیر معمولی سائنسی طاقتیں حاصل ہوں گی۔ مغرب میں مصروف کار تمام دنیا کے ذہین ترین دماغ جو کچھ ایجاد کر رہے ہیں، یہ دراصل دجال کے ظہور کے لیے میدان ہموار کر رہے ہیں۔ یہ اپنی ساری ٹیکنالوجی اس کے دامن میں ایسے ہی ڈال دیں گے جیسے کہ اہلِ حق میں سے خوش نصیب لوگ حضرت مہدی کا ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہونے پر اپنا سب کچھ ان کے پلڑے میں ڈال دیں گے۔ امریکا اور دنیا بھر سے کھنچ کر امریکا آئے ہوئے ذہین دماغوں کی ایجادات کہاں تک جا پہنچیں گی؟ اس کا اندازہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث سے لگایا جاسکتا ہے جس میں سائنس کے بل بوتے پر دجال کی غیر معمولی ''شعبدہ بازیاں'' بیان کی گئی ہیں۔ ایک تازہ ترین ایجاد سن لیجیے۔ ''برمودا ٹرائی اینگل'' نامی مقناطیس تکون میں جو لہریں کارفرما ہیں انہیں محفوظ کرلیا گیا ہے۔ ان کو اگر کسی انسان، جہاز یا کسی بھی دیوہیکل چیز پر ڈالا جائے تو وہ ویسے ہی غائب ہو جائے گی جیسے برمودا کے تکون میں سالم ہوائی اور بحری جہاز غائب ہو جاتے ہیں۔ یہ چیز حاصل ہونے کے بعد محفوظ ہوچکی ہے۔ عنقریب جب حالات کی بھٹی میں جنگ کی آگ مزید گرم ہوگی تو اس ایجاد کا استعمال مادہ پرستوں کی آنکھوں کو خیرہ کر ڈالے گا اور وہ ارضی خداوؤں کی جھوٹی خدائی کے پہلے سے زیادہ قائل ہو جائیں گے جبکہ خدا مست ملنگوں کو اس کی ویسی ہی پروا نہ ہوگی جیسا کہ سابقہ حدیث میں بیان ہوا ہے اور جیسا کہ آج دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔ دجال اعظم کو حاصل اس طرح کی غیر معمولی سائنسی قوتوں کے مقابلے کے لیے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو غیر معمولی معجزانہ قوتیں دی گئی ہیں۔

جب حضرت مہدی کی یورپی عیسائیوں سے جنگ ہوگی اس میں حضرت کے ساتھ بارہ ہزار کے قریب مجاہد ہوں گے:

''بارہ ہزار کی تعداد کو کمی کی بنا پر شکست نہیں دی جاسکتی۔'' (حدیث شریف)

دوسری طرف متحدہ یورپی فوج میں نو لاکھ ساٹھ ہزار کا ٹڈی دل ہوگا۔ بارہ جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے اسّی ہزار سورما ہوں گے۔ یہ لوگ یورپ کے دروازہ قسطنطنیہ (استنبول) سے گزر کر شام کی سرزمین پر آئے ہوئے ہوں گے۔ گویا ظاہر میں دونوں فریقوں میں کوئی جوڑ ہی نہ ہوگا۔ اس پر ''یورپین کولیشن'' حضرت مہدی اور ان کے رفقا پر رحم کھا کر ایک پیش کش کرے گی۔ ایک آسان سا مطالبہ رکھے گی کہ یہ پورا کردو، ہم واپس چلے جاتے ہیں۔ تم صرف اتنا کرو: ''تم نے ہمارے جو آدمی قید کیے تھے اور وہ ہمارا مذہب چھوڑ کر تمہارا مذہب اپنا چکے ہیں، اب تمہارے ساتھ مل کر ہم سے لڑنے کے لیے آئے ہیں، تم ہمارے اور ان کے درمیان سے ہٹ جاؤ، ہم صرف ان سے لڑنے کے لیے آئے ہیں۔ تم سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔''

دم مست قلندر

آپ نے غور فرمایا: چند گوری چمڑی والے یورپی جنگی قیدی مسلمانوں کا حسن سلوک دیکھ کر مسلمان ہو چکے ہیں۔ وہ آبائی مسلمان نہیں، نومسلم ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے جادوگروں کی طرح ان کا ایمان اتنا کامل ہو چکا ہے کہ بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ شامل ہو کر ساڑھے نو لاکھ سے ٹکرانے کے لیے تیار ہیں۔ ان چند نومسلم افراد کی حوالگی پر دنیا کی ترقی یافتہ ترین متحدہ قوتوں کا لشکر واپس جانے پر تیار ہے اور چند ہزار ٹوٹے پھوٹے مجاہدین کی جاں بخشی اس سے مشروط ہے جنہیں موت سامنے نظر آ رہی ہے......لیکن ان چند کامل الایمان جہادیوں کا جواب سنیے:

''اللہ کی قسم! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ وہ اسلام قبول کر کے ہمارے بھائی بن چکے ہیں۔ ہم انہیں کسی صورت میں اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔''

اللہ اکبر! بتائیے یہ جرات اس وقت روئے زمین پر موجود کس طبقے میں ہے؟ کون ہے جو ایک سپر پاور نہیں، تمام سپر پاورز، تمام پارٹنرز، تمام نان پارٹنرز کو ٹکا سا جواب دے سکتے ہیں کہ ملک جاتا ہے تو جائے، حکومت چھنتی ہے تو سو بار چھنے، ہم کسی مسلمان کو کفار کے حوالے کرنے کی بے غیرتی کبھی نہیں کر سکتے۔ وہ اور ہوں گے جو چند ڈالروں کے عوض اہلِ بیت کو بیچتے ہیں اور پھر ماں کی گالی کھاتے ہیں۔

بتائیے! پہچان میں کوئی مشکل رہ گئی ہے؟ کوئی سمجھ کر بھی نہ سمجھے تو اس کی مرضی......ورنہ کوئی حجاب، کوئی رکاوٹ، کوئی حائل نہیں۔

''جب تم دیکھو کہ خراسان کی جانب سے سیاہ جھنڈے نکل آئے تو اس لشکر میں شامل ہو جاؤ، چاہے تمہیں اس کے لیے برف پر گھسٹ کر (کرالنگ کر کے) کیوں نہ جانا پڑے، کہ اس لشکر میں اللہ کے آخری خلیفہ مہدی ہوں گے۔''

یہاں پہنچ کر پہلا سوال کافی حد تک حل ہو چکا ہے۔ غائبانہ تعارف سے حاضرانہ تعارف تک کا مسئلہ کافی سنسنی خیز ہوتا ہے۔ اس میں بہت لوگ یا تو نہایت جلدی کرتے ہیں اور جھوٹے مدعیوں کو سچا سمجھنے لگتے ہیں (ایک جھوٹے مدعی شہباز کاذب کی حال ہی میں گرفتاری کے بعد فیصل آباد سینٹرل جیل میں اس کے چیلوں نے پیش گوئیاں جھوٹی ثابت ہونے پر ٹھکائی لگائی ہے) اور کچھ لوگ اس کے نہایت دور دراز اور طویل المیعاد ہونے کے قائل ہیں۔ دراصل صحیح تعیین تو ممکن ہی نہیں، نہ اس مسئلے کی نہ اس جیسے دیگر مسائل کی، لیکن مکمل ابہام بھی قابلِ قدر روش نہیں۔ حتمی انجام اور حتمی تعیین کے درمیان کا راستہ محتاط اور محفوظ رویہ ہے۔ حدیث شریف میں ایک اور جملے کی کچھ وضاحت کے بعد ہم آگے چلیں گے۔

فرمان نبوی ہے: ''نزول عیسیٰ تک اس زمین میں ایک جماعت حق کے لیے برسرپیکار رہے گی جو اپنے مخالفین کی پروا نہ کرے گی۔''

اس میں جماعت حق کی دو مخصوص صفات بیان کی گئی ہیں:

(1) جہاد اور مسلسل جہاد۔

(2) مخالفین کی پروا نہ کرنا۔

دم مست قلندر

آج کون سی سرزمین ہے جہاں جہاد نامی فریضہ مٹ جانے کے بعد زندہ ہوا اور مسلسل زندہ ہے۔ دنیا میں جہاد کی کوئی قسم نہ ہوگی جو یہاں نہ لڑی گئی ہو۔ منکرین، ملحدین، باغیین، مرتدین اور ارباب متحدہ کافرین کے خلاف غرضیکہ ہر نوع کا جہاد یہاں ہوا اور ہو رہا ہے۔ مخالفین کی پروانہ کرنا (قراری دا، ہش شی نشتہ: سب ٹھیک ہے۔ کسی قسم کا کوئی مسئلہ نہیں) یہ کس کا تکیہ کلام اور مخصوص مزاج ہے؟ نیوز ویک کی تازہ رپورٹ ہے:

’طالبان جس قسم کی RESILIENCE اور FEROCITY کا مظاہرہ کر رہے ہیں، اس سے واشنگٹن اور نیٹو تنظیم کے دوسرے دارالحکومتوں میں خطرے کی گھنٹیاں بجنا شروع ہوگئی ہیں اور SOUL SEARCHING کا ایک نیا دور جنم لے رہا ہے کہ ایک نسبتاً RAGTAG بغاوت نے کس طرح دنیا کی طاقتور ترین افواج کو اپنے قریب تک آنے سے روکا ہوا ہے۔‘‘

سبحان اللہ! ایک طرف ایک ایسی بکھری ہوئی منتشر اور ٹوٹی پھوٹی بے وسائل جماعت ہے جن کا اپنا ملک بھی اس کے خلاف ہے۔ دوسری طرف 43 ایسے ممالک ہیں جن میں سے کوئی ایک بھی دنیا کے کسی ملک کو دھمکی دے تو اس کے اوسان خطا ہو جائیں......لیکن نتیجہ کیا ہے؟ جو آج سے سات آٹھ سال پہلے تھا کہ فضائی حملوں سے ابتدا ہو کر واپس فضائی حملوں پر بات چلی گئی ہے۔ قریب آنا تو دور کی بات ہے، زمین پر آنے کی جرات کرنا مشکل ہو گیا ہے۔

43 ممالک ’’ایساف‘‘ میں شامل ملکوں کو اچھی طرح گننے کے بعد سامنے آئے ہیں۔ مادی طاقت کے لحاظ سے تو امریکا اکیلا ہی کافی تھا۔ کسی کو گھر بیٹھے آنکھیں ہی دکھا دے تو اس کا کام ہو جاتا ہے۔ فون کردے تو کندھے کے بیچ ہی بھول جاتے ہیں۔ اس سے اکیلے بن نہ پڑا تو ’’اجمعوا امرکم و شرکائکم‘‘ کے تحت اس نے نیٹو کو پکارا۔ 26 ممالک دوڑے چلے آئے۔ جبکہ دنیا فتح کرنے کے لیے ان میں سے دس بھی کافی تھے......لیکن بات پھر بھی نہ بنی۔ غیر منظّم اور غیر تربیت یافتہ جنگجو پھر بھی بھاری پڑنے لگے تو نان نیٹو ممالک کو ملا لیا گیا۔ دس مزید پارٹنرز کے آنے سے بات 36 تک جا پہنچی۔ اب تو زمین کے علاوہ کسی اور سیارے کو روندنا بھی ممکن تھا......لیکن معلوم ہوا کہ افغان قوم جب سے مسلمان ہوئی، چیزے دیگر است۔ چنانچہ سات کے قریب نان نیٹو اور نان پارٹنرز بھی آ پہنچے۔ ان میں ’’بی مینڈکی کو بھی زکام ہوا‘‘ کے مصداق سنگاپور جیسے ناک کے چیپٹے بھی شامل ہیں اور نیوزی لینڈ جیسے دور دراز واقع جن کا طالبان سے کوئی سروکار نہیں، بھی موجود ہیں۔

ان 43 ممالک کے بعد خود اپنا ملک افغانستان بھی خلاف ہے۔ حضرت طالوت کے قلیل لشکر کا جالوت کے متحدہ لشکر سے مقابلے کے بعد، بدر اور احزاب کے بعد، ایوبی کی صلیبی جنگوں کے بعد، کیا انسانی تاریخ میں کسی نے ایسا منظر دیکھا ہوگا کہ ایک طرف تو 44 ممالک اور دوسری طرف کوئی ملک نہیں، فوج نہیں، منظّم طاقت نہیں، بکھری ہوئی ’’لاہوت لامکان‘‘ میں رہنے والی جماعت جس کا کوئی فرد سرعام اپنی شناخت بھی نہیں کروا سکتا......لیکن اس کی خود اعتمادی کا حال یہ ہے کہ پوری دنیا کی خوفناک ترین عسکری طاقتوں کی اسے ذرا برابر پروا نہیں۔ ’’دم مست قلندر‘‘ کا نعرہ لگاتے تو بہت سے لوگ ہیں لیکن نبھایا اسے کسی کسی نے ہی ہے۔

shared by: www.alkalam.pk